''عروج زوال کے الہامی ضابطے''

ڈاکٹر ابرار مرزا☆

کائنات کوانسان کے لیے بنایا گیا۔ "هو الله خلق لكم ما في الارض جميعا". (البقرة ۲۰: ۲۹) اس بناء پراس کی تخلیق میں اس کی تمام ضروریات وحوائج کی بہم رسانی کو آسان بنایا۔اس فراہمی ضروریات کے سلسلے میں تین چیزوں کو مدنظر رکھا گیا حسن ضرورت، حسن تفریح اور حسن ترتیب۔

حسن ضرورت سے مراد ہے ان حوائج انسانی کی بقدر ضرورت فراہمی جس کے بغیر زندگی ناممکن ہے چنانچہ حسن ضرورت کے بے شمار مظاہر ہم اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں پانی ایک انسانی بنیادی حاجت ہے اس کی فراہمی کو قطعی طور پر اور بلا قیمت ممکن بنایا اسی کا نتیجہ ہے کہ پہاڑوں میں جہاں دریاؤں اور ندی نالوں کا بہاؤ ممکن نہیں ہوتا وہاں بارش کا تناسب زیادہ رکھا نیز برف کی شکل میں اسے محفوظ بھی کیا۔اس کے برعکس میدانی علاقوں میں پانی کو دریاؤں اور ندی نالوں اور نہروں کی صورت میں فراہم کیا یہاں بارش کی شرح کم رکھی۔ اب سائنسی پہلو سے دیکھیے قدرت نے پانی کا تحفظ یوں ممکن بنایا کہ پانی کا درجہ حرارت 100 ڈگری سینٹی گریڈ رکھا اس لئے پانی اس درجہ حرارت پر بھاپ بننے لگتا ہے اگر اس کا درجہ حرارت کم رکھا جاتا فرض کیجئے 50 ڈگری سینٹی گریڈ رکھا جاتا تو گرم ترین علاقوں میں سخت گرمیوں میں پانی بھاپ بن جاتا اور یوں گرم علاقوں میں انسانی زندگی ناممکن ہو جاتی اور انسان کو پانی کے تحفظ کے لیے سینکڑوں جتن کرنا پڑتے اس کے برعکس بعض سیال اشیاء کا درجہ حرارت قدرت نے بہت کم رکھا ہے مثلاً ایمونیا گیس کو لیجئے ایمونیا گیس میں 33 سینٹی گریڈ پر بھاپ بننے کی صلاحیت ہوتی ہے کیا یہ قدرت کا ایک انعام نہیں؟ کہ اس نے پانی کا درجہ حرارت 33 سینٹی گریڈ نہیں رکھا شاید اسی بات کی طرف قرآن نے یوں اشارہ فرمایا۔"قل ار ائیتم ان اصبح ماؤ کم غوراً فمن یاتیکم بماء معین" (الملک ٦٧ : ٣٠)

انسانی حوائج میں حسن ضرورت کی دوسری مثال ملاحظہ ہو۔سورج کی تمازت انسانی زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنا انسانی زندگی کے لئے پانی ضروری ہے تاہم سورج اپنی حدت وتمازت میں مختلف شعاعیں بھی پیدا کرتا ہے جن میں سے بعض انسانی زندگی کے لئے اگر مفید ہیں تو بعض سخت نقصان دہ بھی۔ مثلاً کا سمک شعاعیں (Coslmic Rays) ریڈیو ایکٹو شعاعیں (Radioactive Rays) برقی

☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

شعاعیں (Electric Rays) انسانی زندگی کے لئے یہ تینوں مضر ہیں اس کے برعکس بنفشی شعاعیں (Ultra Violate Rays) انسانی زندگی کے لئے مفید ہیں چنانچہ اول الذکر سے انسانی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لئے زمین کے گرد اوزون (Ozone) گیس کی ایک تہہ رکھ دی گئی ہے یہ تہہ مفید شعاعوں کو تو زمین پر آنے دیتی ہے لیکن غیر مفید شعاعوں کو روک دیتی ہے اور ان کو انسانی حیات تک نہیں پہنچنے دیتی۔ انسانی زندگی کا یہ تحفظ حسن ضرورت کی ایک بہترین مثال ہے۔

تفریح انسانی زندگی کے باحسن بقا کے لئے ایک ضروری عنصر ہے جن لوگوں کی زندگی میں تفریح کا عنصر شامل نہ ہو ان کی زندگی بیماریوں کے خطرات سے دوچار رہتی ہے۔ تخلیق کائنات میں قدرت نے حسن تفریح کا پہلو بھی مدنظر رکھا ہے اور کائنات میں پیدا کی گئی ہر چیز میں انسان کے لئے تفریح کا سامان بھی کیا۔ بلند و بالا پہاڑ، برف کا انجماد، پانی کا ندی نالوں کی شکل میں بہاؤ، دریاؤں کی طغیانی، سمندروں کی روانی صحراؤں کی بے سروسامانی، ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا برسنا، لامحدود نیلگوں آسمان اور جھلملاتے ستارے یہ سب جہاں انسانی زندگی کی بقا کا سامان پیدا کرتے ہیں وہاں انسانی زندگی کے لئے فرحت کا سامان بھی ہیں چنانچہ ایک علاقے کا انسان دوسرے علاقے کی طرف تفریح کی خاطر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ بڑوں کا کہنا ہے ''السفر کالسقر'' چنانچہ حکماء کی کتب کو دیکھیں وہ مرض کے ازالے کے لئے تفریح کے پہلو کو بھی مدنظر رکھتے ہیں اور مرض کے ازالے کے لئے علاقائی تبدیلی بھی تجویز کرتے ہیں چنانچہ آسمان کی وسعتوں کے طبی فوائد کے بارے میں لکھا ہے۔'' آسمان کی طرف دیکھنے کے کئی فائدے ہیں غم کا کم ہونا، وسواس کی تقلیل، وہم وخوف کا ازالہ، اللہ کی یاد اور اس کی عظمت، ذہن کا افکار ردیہ سے پاک ہونا، سودی امراض میں نافع ہونا۔(۱)

حسن ترتیب کے پہلو سے کائنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہاں بھی عقل ورطہ حیرت میں ڈوب جاتی ہے کائنات اپنے ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرے ایٹم (Atom) سے لے کر اپنی تمام تر وسعتوں میں ایک باقاعدگی اور ترتیب رکھتی ہے کائنات کے سب سے چھوٹے ذرے (Atom) کے دو حصے ہوتے ہیں مرکزہ (Nucleus) اور مدار (Orbit)۔ اس کے مرکزہ (Nucleus) میں دو اجزاء ہوتے ہیں۔ نیوٹران (Neutron) اور پروٹان (Proton) یہ دونوں اجزاء مرکزہ میں ساکت رہتے ہیں جب کہ مدار (Orbit) میں ایٹم کا ایک اور جزو جو اس کا تیسرا جزو ہے جسے الیکٹران (Electron) کہتے ہیں چکر لگاتا رکھتا ہے دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر عنصر کے ایٹم میں نیوٹران (Neutron) پروٹان (Proton) اور الیکٹران کی تعداد علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ اس چھوٹے ترین ذرہ میں پایا جانے والا یہ حرکت کا اصول پوری کائنات پر محیط ہے وہ

یوں کہ کائنات کی ہر چیز کی ایک کشش ثقل ہے چھوٹی چیز کی کشش ثقل کم اور بڑی کی کشش ثقل زیادہ ہے اس بناء پر ہر چھوٹی چیز اپنے سے بڑی چیز کے گرد ایک مخصوص رفتار میں حرکت کرتی رہتی ہے مثلاً چاند کی کشش ثقل 1.62m/s ہے جب کہ زمین کی کشش ثقل 10m/s ہے چونکہ زمین چاند سے بڑی ہے اس لئے اس کی کشش ثقل بھی زیادہ ہے یہی کشش ثقل چاند کو زمین کے گرد گھومنے پر مجبور کرتی ہے اسی اصول کی بنا پر سورج اپنی کشش ثقل (Force of Gravity) کی بناء پر زمین کو بمعہ اس کے سیارے (چاند) کے اپنے گرد گھومنے پر مجبور کرتا ہے۔ پھر ہمارا یہ نظام شمسی اپنے سے بڑے نظام شمسی کے گرد اسی اصول کی بناء پر گھومتا ہے۔ اسی طرح کروڑوں نظام شمسی اسی اصول کے تحت ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہوئے ایک کہکشاں (Glaxy) بناتے ہیں پھر ہر چھوٹی گلیکسی کے گرد ایک مخصوص رفتار سے رواں دواں ہے یہ سب مل کر کسی بڑے جسم کے گرد رواں دواں ہیں وہ سب سے بڑا جسم کون سا ہے اس بارے میں سائنس دانوں کی معلومات صفر ہیں البتہ اس کا جواب قرآن پاک یوں دیتا ہے۔ ''وسع کرسیه السمٰوات والارض'' (البقرہ ۲:۲۵۵) قرآن کریم کے اس بیان کی روشنی میں ممکن ہے کہ کائنات کے ان تمام محرکات کا مرکز وہ ہو جسے قرآن نے کرسی کہا اور زمین و آسمان سے زیادہ وسیع قرار دیا ہے۔ یوں یہ تمام کائنات حسن ترتیب کے دیگر کئی اور شاہکار بھی رکھتی ہے سورج کا ایک ترتیب سے طلوع (یہ معلوم رہے کہ سورج آج 8 جولائی 2006ء کو جس وقت اور جس مقام سے طلوع ہوا ہے اپنی پیدائش سے لے کر اب تک یہ اسی دن اسی جگہ اور اسی مقام سے طلوع ہوتا آرہا ہے) دن ورات کی آمد و رفت، موسموں کی ترتیب، انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے اختتام تک اس کا ارتقاء۔ تخلیق انسان سے قبل تعمیر انسان کے لئے ضروری عوامل کی فراہمی۔ یہ سب کائنات میں حسن ترتیب کا بین ثبوت ہیں۔

حسن ضرورت، حسن تفریح اور حسن ترتیب کی مالک اس کائنات کو پیدا کرنے والے نے حضرت انسان کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اس کائنات میں ''حسن تنظیم'' پیدا کر دو تا کہ ہماری اس کائنات میں ہمارا پیدا کردہ انسان انسانوں کی طرح بس کر اشرف ہونے کا ثبوت دے سکے۔ اس حسن تنظیم کی خاطر انسان کو ہر اس کام اور چیز سے منع کر دیا جو حسن تنظیم کے لئے ضرر رساں ہے اور ہر اس کا حکم دیا جو حسن تنظیم کے سلسلے میں معاون تھا حسن تنظیم کے لئے ضرر رساں کاموں کو اخلاق سیئہ اور معاون کاموں کو اخلاق حسنہ کا نام دیا چنانچہ جھوٹ، فریب، دھوکہ، طبقاتیت، استحصال (سیاسی، معاشی) دہشت گردی (انفرادی یا ریاستی) چوری، ڈاکہ، قتل حسن تنظیم کے لئے نقصان دہ تھے ان سے روک دیا اس کے برعکس ایفائے عہد، ایثار، خوش اخلاقی، عدل و

احسان اور جہاد حسن تنظیم کی بقا کے بنیادی عوامل تھے اس لئے ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی۔ ان ممنوعہ اور پسندیدہ عوامل سے انسان کو دو طریقے سے آگاہ کیا گیا ان میں سے کچھ مبادیاتِ حیات انسانی کو انسانی کمپیوٹر (دماغ) میں Feed کردیا۔ "فالھمھما فجورھا و تقوھا. قد افلح من زکھا و قد خاب من دسھا" (الشمس ۹۱:۸-۹) میں اسی Feeding کی طرف اشارہ ہے خیر و شر کو قبول کرنے کی صلاحیت اگر ذہن انسانی پر Full کردی تو خیر و شر کی معرفت سلسلہ نبوت جاری کیا جس کی خاطر نبوت اکیڈمی قائم کردی جس کے سربراہ مختلف اوقات میں مختلف انبیاء بنائے گئے۔

نبوت اکیڈمی کا قیام:

انسان کو دیئے گئے تمام انعامات خداوندی بلاشبہ ایک سے ایک بڑھ کر ہیں لیکن ان تمام سے بڑھ کر خالق کائنات کا انعام انبیاء کرام ہیں ان مقدس لوگوں کو اللہ جل مجدہ نے براہ راست اپنی حفاظت میں پروان چڑھایا ہے ان کے تقدس و عصمت کو اس منزل پر رکھا ہے جہاں عام انسان کا پہنچنا یقیناً ناممکن ہے پھر ان کو لوگوں کی تربیت کا کام سونپا اور اپنی معیت اور نصرت سے ان کی معاونت بھی کی۔ چنانچہ کائناتی حسن تنظیم کی خاطر انبیاء کرام انسانی کردار اور عمل کو نکھارنے کا الہامی فریضہ سرانجام دیتے۔ اس مقصد کی خاطر وہ لوگوں کو بتاتے کہ

1. تمہارا اور ہم سب کا بشمول کائنات خالق ایک اللہ ہے۔
2. یہ کائنات اس کی تخلیق اور تملیک ہے اسی بناء پر حاکمیت اعلیٰ اسی کی ہے۔
3. کائنات کا ہر ذرہ اس کی حاکمیت اعلیٰ کا اقراری ہے۔
4. انسان کو بھی اس کی حاکمیت اعلیٰ کے تقاضے بجالانے کا پابند کیا گیا ہے۔
5. انسان اپنی خواہشات کا نہیں بلکہ اس کے احکام کا پابند ہے اس فریضہ کی بجا آوری کرنے اور کرانے کی خاطر اس کو کائنات میں اپنا نائب بنایا ہے۔
6. انسان کا قیام اس کائنات میں مستقل نہیں ہے اور وہ ایک مقررہ وقت پر یہاں سے جائے گا اور پھر یہاں سے جانے کے بعد اس سے ان فرائض کی تعمیل یا عدم تعمیل کے بارے میں باز پرس ہوگی جو اس نیابت کے تقاضے پورے کر کے جائیں گے انعامات ابدی کے مستحق ٹھہریں گے اور جو ان کے تقاضے نہیں بجالائے ہونگے وہ مستوجب سزا ہونگے۔

یہ نیابت الٰہی بغیر سیاسی اقتدار کے ناممکن تھی اس لئے رسول صرف مذہبی رہنما ہی نہیں ہوتا بلکہ اس

کے فرائض میں ایک سیاسی نظام قائم کرنا بھی ہوتا تھا جس کا سربراہ وہ خود ہوتا ہے یا اس کا منتخب کردہ نمائندہ۔
"هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون" (الصف ۶۱:۹) "وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے چاہے یہ بات مشرکوں کو بری لگے۔" اس سیاسی نظام کے قیام کا مقصد مسجد، مندر، چرچ یا بیعہ میں انسانوں کو بٹھا کر اللہ کی عبادت کرانا ہی مقصود نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے ساتھ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہوتا جس میں ہر انسان امیر ہو یا غریب، کافر ہو یا مسلمان حاکم ہو یا محکوم کے بنیادی حقوق محفوظ ہوں اور وہ سکون واطمینان سے اپنی زندگی گزار سکے بنیادی حقوق جو محفوظ کئے جاتے ہیں پانچ ہیں تحفظ جان، تحفظ دین، تحفظ مال، تحفظ نسل اور تحفظ عقل ان حقوق کا تحفظ یوں کیا جاتا ہے کہ ایک کے حق کا تحفظ کرتے ہوئے اس جیسے کسی دوسرے کا کوئی حق ساقط نہ ہو جائے۔ ان حقوق کی حفاظت انسانوں کی مرضی و منشاء کی بنیاد پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی مرضی ومنشاء کی بنیاد پر ہوتی ہے اللہ کی مرضی ومنشا ایسا اس بناء پر کہ انسانوں کو زندگیاں دینے والا ہی زندگی کے صحیح مصرف کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ جس طرح ایک تعلیمی ادارے میں داخلہ لینے والے طالب علم کو اپنی مرضی کا سلیبس بنانے اور پڑھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کو وہی کچھ پڑھنا پڑتا ہے جو ادارے کے سربراہان طے کرتے ہیں اسی طرح کائنات کے ادارے میں داخل ہونے والا (پیدا ہونے والا) اسی ادارے کے سربراہ (اللہ تعالیٰ) کے سلیبس کا پابند ہوتا ہے۔ جس کی تعمیل کو وہ اپنی عبادت اور جس میں کوتاہی کو وہ اپنی نافرمانی قرار دیتا ہے یوں اس سیاسی نظام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے ہوتے رہتے ہیں حقوق العباد بھی دراصل ایک طرح حقوق اللہ کا حصہ ہوتے ہیں کہ اس میں تعمیل اس کے احکام ہی کی ہوتی ہے گویا نماز، روزہ، حج وغیرہ اگر براہ راست حقوق اللہ ہیں تو فراہمی انصاف، فراہمی معاش، فراہمی تعلیم، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت وغیرہ بالواسطہ حقوق اللہ کا حصہ ہیں۔

نبوت اکیڈمی کی تعلیمات میں بتایا گیا کہ قوموں کا زوال حقوق اللہ میں کوتاہی سے نہیں بلکہ حقوق الناس میں کوتاہی سے ہوتا ہے حقوق الناس کی بجا آوری اور حقوق اللہ میں کوتاہی کے باوجود قوموں کا سیاسی اقتدار باقی رکھا جاتا ہے اور صرف حقوق اللہ کی تعمیل کے باوجود اور حقوق الناس میں کوتاہی سے قوموں کا اقتدار ختم کردیا جاتا ہے قرآن پاک اس کی دو مثالیں بیان کرتا ہے سورہ نحل میں ملکہ سبا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔
"انی وجدت امراة تملکهم و اوتیت من کل شی ولها عرش عظیم" (النحل ۲۷:۲۳)
"میں نے ایک عورت کو ان پر حکمرانی کرتے پایا اور اس کو ہر چیز ملی ہوئی ہے اور اس کا ایک تخت ہے" یہ قوم

سورج پرست ہے مشرک ہونے کی وجہ سے حقوق اللہ میں کوتاہی کی مجرم ہے اس کے باوجود اس کا اقتدار برقرار ہے اور اوتیت من کل شیء کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ نہایت خوشحال ہے تاریخ بھی یہی بتاتی ہے۔ اسی فکر کو سورہ ھود میں یوں ارشاد فرمایا۔ "وما کان ربک لیھلک القری بظلم و اھلھا مصلحون" (ھود ۱۱:۱۱۷) ''اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی اور لوگ وہاں کے اصلاح کرنے والے ہوں'' اسی بات کو پھر کھول کر یوں واضح فرمایا۔ "واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" (الرعد۱۳:۱۷) ''اور جو کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں' انفع الناس کیسے ہوا جا سکتا ہے اس کا طریقہ نبوت اکیڈمی کی تعلیمات یوں بیان کرتی ہیں۔ "یا یھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ و لو علی انفسکم اولوالدین و الاقربین" (النساء ۱۴:۱۳۵) ''اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی خاطر اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت داروں کا''۔ "یا یھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط و لا یجر منکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا" (المائدۃ ۵:۸) ''اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف نہ چھوڑو''

آیت بالا میں عدل کے ساتھ قسط کا لفظ ارشاد فرمایا۔ عدل کا تعلق ان بنیادی تقاضوں سے ہے جو قانون کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جب کہ قسط عدل کا وہ شعبہ ہے جس کا تعلق انسانی جذبات سے ہے چاہے وہ قانون کی خلاف ورزی کے زمرے میں نہ بھی آتے ہوں۔ ان تعلیمات ربانی کو نبوت اکیڈمی کے آخری سربراہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے الفاظ میں یوں فرمایا۔ "الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ" (۲) ''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کے ہاں پسندیدہ وہ ہے جو اسکے کنبے کے ساتھ احسان کرتا ہے۔'' "من نفس عن مومن کربۃ نفس اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامہ" (۳) ''جو مومن سے کسی تکلیف کو دور کرے گا اللہ قیامت کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف ایسے فرد سے دور کر دے گا۔'' نبوت اکیڈمی کے تمام سربراہاں جو مختلف اوقات میں اسی منصب میں متعین فرمائے گئے سب کی تعلیمات یہی تھیں کہ دنیا کی انفرادی و اجتماعی سرخروئی کی بنیاد عدل و احسان اور ایثار و اخلاق پر رکھی گئی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ان اصولوں پر جب قومیں کاربند رہیں تو سرخرو رہیں لیلائے اقتدار کی مالک رہیں۔ دنیا میں ان کا طوطی بولتا رہا۔ لیکن جب اس کی بجائے لوٹ مار، استحصال، ظلم و جبر، قتل و غارت گری کا

وطیرہ اپنایا تو ذلیل ورسوا کردی گئیں آیئے قوموں کی تاریخ سے ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

قوم یہود کا عروج وزوال:

اس قوم کی ابتدا حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوئی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے (حضرت یوسف علیہ السلام بارہ بھائی) تھے ان بارہ بھائیوں کی اولاد 12 قبیلے بنے۔ حضرت موسیٰ کے دور سے ان کا عروج شروع ہوا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور ان کے تمدنی، سیاسی اور مذہبی عروج کا دور تھا۔ ان لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے جو احکام دیئے تھے یہود کے مذہبی لٹریچر ان کی ایک جھلک یوں ہے۔

۱۔ اپنے مفلس بھائی کے لئے اپنے ہاتھ مت بند کیجئو بلکہ ان پر اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو اور کبھی کام میں بقدر احتیاج کے ضرور ان کو قرض دیجیو۔ (۴)

۲۔ نظام عدل کے قیام اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا۔ ''اپنے سارے فرقوں میں قاضی اور حاکم مقررہ کی جیو۔ وہ انصاف سے لوگوں کی عدالت کریں تو عدالت میں مقدمات مت بگاڑیو۔ تو طرفداری نہ کی جیو۔ رشوت نہ لی جیو۔ کہ رشوت دانشمند کی آنکھ کو اندھا کردیتی ہے۔ اور صادق کی بات کو پھیر دیتی ہے۔'' (۵)

۳۔ اپنے ماں باپ کی عزت کرنا، خون نہ کرنا، زنا نہ کرنا، چوری نہ کرنا، جھوٹی گواہی نہ دینا، اپنے پڑوسی کی بیوی کو لالچ نہ کرنا۔ (۶)

۴۔ عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک جو ایسا کام کرتا ہے وہ جان لے وہ خداوند تیرے خدا کے ہاں مکروہ ہے۔ (۷)

۵۔ نظام عدل میں حدود کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ ''اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے ہوئے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں اگر کوئی کنواری جو کسی سے منسوب ہو چکی ہو سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک سے باہر لانا اور ان کو سنگسار کرنا کہ وہ مرجائیں۔'' (۸)

۶۔ لواطت اور سود سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اسرائیلی لڑکیوں میں سے کوئی فاحشہ نہ ہو اور نہ اسرائیلی لڑکوں میں کوئی لوطی ہو۔۔۔۔۔ تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا خواہ روپے کا سود ہو یا اناج کا ۔۔۔۔۔ تاکہ خدا تیرے سب کاموں میں جن کو ہاتھ لگائے برکت ہے۔ (۹)

ان احکام پر اسرائیلیوں نے کس حد تک عمل کیا انہی کی مقدس کتاب یہ بتاتی ہے کہ ان لوگوں نے نہ

تو اپنے انبیاء کرام کا احترام کیا اور نہ ہی ان کی بیان کردہ تعلیمات پر عمل کیا۔ الٹا تمام بدکرداریاں انبیاء کرام کی موجودگی میں کرتے رہے انہوں نے بے شمار انبیاء کرام کو قتل کیا جن میں یسعیاہ نبی کا قتل یرمیاہ نبی کا قتل، زکریا نبی کا قتل اور یحیٰی نبی کا قتل بھی مثال ہے انہوں ے اپنے تیئں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کیا بائبل ان کے اس جرم کو بیان کرتی ہے۔ ''اے یروشلم تو نبیوں کو قتل کرتی ہے جو تیرے پاس پہنچے اور ان کو سنگسار کرتی ہے۔'' (۱۰)

حضرت ہارون علیہ السلام پر بچھڑے کی پوجا کرانے کا الزام لگایا گویا یہ شرک نبی وقت نے کرایا۔ اس سلسلے میں بائبل کے بیان کا خلاصہ یوں ہے کہ ہارون علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم لوگ بیویوں، لڑکوں اور لڑکیوں کے زیورات لاؤ تب ہارون علیہ السلام نے یہ زیورات ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور قوم سے کہا کہ تمہارا نجات دہندہ یہی ہے پھر اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی اور پھر عید منانے کا اعلان کیا تب خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! تیری قوم بگڑ گئی ہے۔ (۱۱) (یاد رہے موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق کوہ طور پر گئے ہوئے تھے) پھر ایک دور آیا کہ یہ لوگ زنا جیسی قبیح بیماری میں مبتلا ہو گئے بائبل کہتی ہے کہ یہ زنا کاری کی بیماری ان میں عورتوں کی رغبت کی وجہ سے آئی اور یہ توحید سے بھی منہ موڑ گئے۔ ''اور اسرائیسی سطیم میں رہتے تھے اور لوگوں نے موآبی عورتوں سے حرام کاری شروع کی وہ عورتیں ان کو دیوتاؤں کی قربانی گاہ پر آنے کی دعوت دیتی تھیں یہ لوگ جا کر کھاتے اور دیوتاؤں کو سجدہ کرتے یوں اسرائیل بعل فغور کو پوجنے لگے تب خداوند کا قہر اسرائیل پر بھڑکا۔ (۱۲) مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے یہ لوگ زنا میں اتنے دلیر ہو گئے تھے کہ اس فعل شنیع پر انبیاء کی موجودگی کی پرواہ نہ کرتے تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک اسرائیلی ایک عورت کو لایا اور خیمے میں بغرض زنا لے گیا حضرت ہارون علیہ السلام نے ان دونوں (زانی اور زانیہ) کو ختم کیا اس جرم میں مرنے والوں کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ (۱۳)

بائبل یہ بھی بتاتی ہے کہ یوسیع نبی کے زمانے میں جب اسرائیل کی قوم تیزی سے زوال کی طرف جا رہی تھی ان میں بدکرداری عام ہو چکی تھی اور معبدوں میں حرام کاری کو مذہبی تقدس حاصل ہو گیا تھا۔ یوسیع نبی نے انہیں کہا کہ ان کی اخلاقی پستی کی ذمہ داران کی عبادت گاہیں ہیں (۱۴) بائبل اس اخلاقی پستی کی گواہی دیتے ہوئے کہتی ہے۔ ''یہ ملک شفقت اور خدا شناسی سے خالی ہے بدزبانی، عہد شکنی، خون ریزی چوری اور حرام کاری کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ وہ ظلم کرتے ہیں اور خون پر خون ہوتا ہے اس لئے ملک ماتم کرے گا اس کے تمام باشندے جنگلی جانوروں اور ہوا کے پرندوں سمیت ناتواں ہو جائیں گے بلکہ سمندر کی مچھلیاں بھی غائب ہو جائیں گی۔ (۱۵) پال کی زبانی تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ قوم یہود نہ صرف یہ کہ خود بدکردار تھی بلکہ دوسری اقوام کو بھی بدکرداری پر اکساتی تھی عہد نامہ جدید کا بیان ہے۔ ''بہت سے لوگ سرکش، بیہودہ اور دغاباز خاص کر مختونوں میں سے یہ لوگ

ناجائز نفع کی خاطر ناشائستہ باتیں سکھا کر گھر کے گھر تباہ کر دیتے۔ (۱۶) آج کیبل اور انٹرنیٹ کے ذریعے نوجوان کا کردار تباہ کیا جا رہا ہے یہ قوم یہود کی تاریخی بدکرداریوں کا تسلسل ہے۔

ابھی اوپر استثناء کے حوالے سے ہم نے بیان کیا کہ ان کو حکم تھا کہ عدالتیں انصاف سے کام لیں اور نظام عدل ٹھیک ٹھیک کام کرے'' لیکن اس حکم ربی سے انہوں نے کیسا سلوک کیا یہود کی مقدس کتاب تالمود کا کہنا ہے کہ اس حکم ربی کی جگہ جو ضابطہ انہوں نے بنایا وہ یوں تھا۔

When an Isarclite and a Gentile are the parties to a suit, if it is possible to give the fromer the judgment according to the jewish code of law, do so and tell him that such is our law, if he can be given judgement according to the Gentile Code of law, do so and tell the non-jew that such is his law. If neither code is of avail, use a subterfuge. "(17)

یہودیوں کی ان اخلاقی بدکرداریوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ عالمگیر سلطنت جو حضرت سلیمان علیہ السلام فلسطین اور شام میں قائم کر گئے تھے ان کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک شمال کی اسرائیلی سلطنت جس کا پایہ تخت سامریہ تھا اور جنوب میں جوڈیا کی سلطنت جس کا مرکز یروشلم تھا۔ اس طرح ان لوگوں کا سیاسی انحطاط شروع ہوا اس سیاسی انحطاط میں ان کی بدکرداریوں کو پورا پورا دخل تھا مذکورہ بالا تمام جرائم شمال کی اسرائیلی سلطنت میں تھے چنانچہ 734ء قبل مسیح آشوری حکمران ''تگلاتھ پلیر'' نے اس پر حملہ کر کے اس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

جوڈیا کی سلطنت میں بھی عوام اور حکمرانوں کی اخلاقی حالت اچھی نہ تھی بدکرداری اور بداخلاقی انسان میں بالاخر اپنی بقاء کے لئے لڑنے کا حوصلہ بھی ختم کر دیتی ہے شمال کی اسرائیلی حکومت کے ساتھ یہی ہوا تھا اور جوڈیا کی حکومت کے ساتھ بھی ایسا ہوا کلدانی حکمران بخت نصر کے ہاتھوں 586ء میں یہ بھی ختم ہوگئی۔ اس عذاب الٰہی (جس نے اس قوم کو دنیا کی بدنام اور رسوا زمانہ قوم بنا دیا) کا ذکر بائبل میں ان الفاظ میں موجود ہے۔ ''تم غیر قوموں کے درمیان پراگندہ ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمنوں کی زمین تم کو کھا جائے گی اور جو باقی بچیں گے وہ اپنی بدکرداری کے سبب تمہارے دشمنوں کے ملکوں میں گھلتے رہیں گے۔ (۱۸) قوم یہود کی ان مسلسل برکرداریوں کے نتیجے میں انہیں بتایا گیا کہ ہم اس قسم کے عذاب تم پر قیامت تک بھیجتے رہیں گے جس کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا۔ ''و اذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیامۃ من

یسومهم سوء العذاب" (الاعراف ۷:۱٦۷) ''اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں بتا دیا کہ وہ ان (یہود) پر قیامت تک کسی ایسے کو مسلط رکھے گا جو انہیں شدید عذاب میں مبتلا رکھے گا۔''

کسی بھی قوم کے زوال کی ابتداء وہاں کے مذہبی طبقے کے اخلاقی اضمحلال سے شروع ہوتی ہے۔ یہودیت میں اس زوال کی ابتدا بھی اسی طرح ہوئی تعلیمات انبیاء کرام کے وارث علماء انبیاء کرام کی تعلیمات پر نہ خود عمل کرتے اور نہ لوگوں سے عمل کراتے تھے یہودی قوم میں سامری کا کردار اس کے بین مثال ہے ایک خدا کی پرستش کی بجائے قوم کو بچھڑے کی پرستش پر لگانے والا یہ شخص تھا اور اس پر ظلم یہ کہ بچھڑے کی تخلیق اور اس کی عبادت کا الزام حضرت موسیٰ کے سامنے حضرت ہارون علیہ السلام پر لگایا گیا اس ایک واقعے سے اس دور کے مذہبی طبقے کے خصال کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بعینہ مسلمانوں کا زوال بھی اسی طبقے کے اخلاقی زوال سے شروع ہوا جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ مسلمان قوم اس کے حکمران، اس کے علماء، اسلام کے نام پر ایک سیاہ دھبہ بن چکے ہیں اور مسلمان قوم بحیثیت مجموعی زمین پر ایک نا قابل برداشت بوجھ کی شکل اختیار کر چکی ہے اس کی کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔

مسلمانوں کا عروج وزوال:

رسول اکرم ﷺ اپنی حیات مقدسہ میں ہی جس معاشرے کو مکمل کر کے گئے وہ اخلاق علم وحکمت اور جہاد واجتہاد کے اصولوں پر مبنی تھا رسول اکرم ﷺ کا قائم کردہ یہ معاشرہ جنگ عظیم اول تک انہی اصولوں پر قائم دائم رہا۔ یہاں ہم یہ بات واضح کرتے چلیں کہ دیگر اقوام اور مسلم قوم کے زوال میں جو عناصر کارفرما ہیں ان میں ایک بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ دیگر اقوام نے اپنی اپنی نبوی اکیڈمیوں کی مذکورہ بالا تعلیمات اخلاق، علم وحکمت اور جہاد واجتہاد ہی کو سرے سے ہی بدل دیا اور یوں ان بنیادی تعلیمات سے اصولوں کی حد تک بھی انحراف کر گئے مسلمانوں میں مبادیات دین اسلام سے انحراف آج تک نہیں کیا جا سکا۔ مسلمانوں نے ان احکام کے عملی تقاضوں کی تعمیل سے پہلوتہی کی جس کی سزا انہیں بھی ملی تاہم مبادیات دین سے اصولی انحراف نہ کرنے کا صلہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو یہ ملا کہ یہ قوم چودہ سو سال تک اس کائنات کے سیاہ وسفید کی بلا شرکت غیر مالک رہی اتنا طویل عالمی اقتدار روئے زمین پر کسی اور قوم کو ان سے پہلے ملے تھا اور نہ آئندہ ملے گا تہذیبوں کا تقابل یہی بتاتا ہے۔ ہندو تہذیب نہ ماضی میں عالمی تہذیب تھی نہ آئندہ ہوگی۔ یہودی تہذیب اپنے زوال کے بعد کل بھی قابل نفرت تھی اور آج بھی اور آئندہ بھی رہے گی۔ برطانوی تہذیب کا سورج 200 سال کے اندر غروب ہوگیا۔ روسی تہذیب ایک صدی بھی عالمی اقتدار کی مسند پر نہ جم سکی اسی طرح

امریکی تہذیب بھی اپنی صدی پوری کرتے دکھائی نہیں دیتی۔ تاہم تعلیمات اسلام سے عملی انحراف مسلمانوں میں بھی ہوا جس کا نتیجہ آج پوری مسلم امت بھگت رہی ہے۔

جو فرد بھی فلسفہ مذہب کو سمجھتا ہوگا۔ وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہوگا کہ احکام الٰہیہ کے لحاظ سے مذاہب کی تعلیمات میں مماثلت ایک فطری چیز ہے دین اسلام بھی احکام کے لحاظ سے دین موسوی اور دین عیسوی کی مبادیات سے مختلف نہیں ہے وحدانیت، رسالت، آخرت، نماز، روزہ، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت ایک دوسرے کے دکھوں میں کام آنا یہی کچھ ہے جو ہر دین کی بنیاد ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے لے کر عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی تک اسلامی حکومت اگرچہ ایک اسلامی ریاست تھی جس کے قوانین کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی جاتی تھی لیکن قوانین شرعیہ ہی کے مطابق اس اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم لوگ اپنے مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی لحاظ سے قطعاً آزاد ہوتے تھے کسی غیر مسلم پر کسی قسم کا جبر نہ ہوتا تھا۔ ہندوستان میں مسلم اقتدار میں مسلم ہندو سماجی تعلقات قابل تعریف تھے ''حضرت مرزا مظہر جان جاناں ہندوؤں کو اہل کتاب اور ویدوں کو الہامی کتاب کہتے تھے، شاہان، مغلیہ ہولی اور دسہرہ کے ہندو تہوار مناتے تھے میلوں اور کھیلوں میں ہندو مسلم مل کر شریک ہوتے تھے سرسید کے نانا دبیر الدولہ فرید الدین خاں نے انتقال سے قبل اپنی جائیداد تقسیم کی اپنے ایک ہندو دوست لالہ تلوک چند کو برابر کا حصہ دیا۔ (۱۹) سپین میں بھی مسلم حکمرانوں کی یہی بندہ نوازیاں تھیں اس ''اسلامی ریاست میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے بھی زیادہ طویل عرصے تک امن اور ہم آہنگی سے رہے۔ یہودیوں کے لئے تو بالخصوص سپین میں ایک ثقافتی اور روحانی نشاط ثانیہ برپا ہوئی۔ (۲۰)

مسلمانوں کا یہ عہد زریں دراصل علماء وامراء کے احساس ذمہ داری کے تقاضوں کو پوری طرح نبھانے کا نتیجہ تھا علماء کرام اپنی ذمہ داریاں یوں پوری کرتے تھے یہ لوگ معاشرے ومملکت کے حالات و واقعات اندرونی یا بیرونی پر پوری نظر رکھتے تھے حصول اقتدار نہیں بلکہ اصلاح اقتدار کے لئے کوشاں رہتے تھے اور اس کے لئے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کرتے تھے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ امام سرخسیؒ امام ابن تیمیہ، ابن النابلسی مصری، مجدد الف ثانیؒ یہ اور اس جیسے سینکڑوں علماء ہیں جنہوں نے کوڑے کھائے جیلیں کاٹیں اور مرتبہ شہادت بھی پایا۔ جیسا کہ ابن النابلسی کی مثال ہے یہ سب قربانیاں مادی یا سیاسی مفادات کے لئے نہ تھیں بلکہ صرف اور صرف اصلاح اقتدار کے لئے تھیں۔ لیکن جب علماء نے اپنی ذمہ داریوں سے منہ موڑا معاشرہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہو کر ختم ہوگیا وہی ہندوستان جس میں اکبر کی اصلاح کے

لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اسی ہندوستان میں پھر یہ عالم ہے کہ عالمگیر کے پوتے جہاندار شاہ (1713ء) کو بدکرداریوں سے روکنے والا کوئی نہیں'' جہاندار شاہ نے عیاشی پر بے دریغ دولت کو لٹایا اس کی محبوبہ لعل کنور یہ پر دو کروڑ سالانہ خرچ ہوتا تھا دربار میں عیش و طرب کی جو محفلیں جمتیں ان میں اس کثرت سے چراغاں کیا جاتا کہ دہلی میں تیل کی قلت ہوگئی اور تیل کا نرخ بڑھ گیا(۲۱)

مسلم تاریخ کی عظمت کے علمبردار عباسی تخت خلافت پر پانچ سو سال پوری دنیا کو درسِ انسانیت دیتے رہے جب اس درسِ انسانیت کو انہوں نے بھلا دیا تو پھر یہ ہوا کہ بغداد پر تاتاریوں کے حملے کے وقت شیعہ سنی اختلاف عروج پر تھا۔ اتحاد و اتفاق کے پیامبر وزراء اور امراء شیعہ سنی طبقوں میں بٹے ہوئے تھے سینوں کا مربی شہزادہ ابوبکر تھا جب کہ شیعہ کا حامی وزیر سلطنت محمد بن علقمی تھا جو امور سلطنت پر پوری طرح حاوی تھا شیعہ سنی مناظرے بازی کے باقاعدہ مساجد میں بازار لگتے جب کہ دوسری طرف عباسی خلیفہ مستعصم باللہ 656ء ذاتی طور پر نیک ہونے کے باوجود راگ و رنگ کا دلدادہ تھا۔ (۲۲) حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ ابن علقمی نے عباسی حکومت ختم کر کے علوی حکومت قائم کرنے کے لئے تاتاریوں سے خط و کتابت کی۔ (۲۳) چوتھی صدی ہجری میں قسطنطنیہ کے مسیحی حکمران نے خلیفہ بغداد کو ایک خط لکھوایا جس سے مسلم معاشرے کے زوال کی نشاندہی ہوتی ہے جس کے چند اشعار یوں تھے۔

الا یاھل بغداد و یلکم　　فملککم مستضعف غیر دائم
ففروا الی الارض الحجاز اذلة　　و خلو بلاد الروم اھل المکارم
ملکنا علیکم حین جار قویکم　　و عاملتم بالمنکرات العظائم
قضاتکم باعوا جھاراً قضاء کم　　کبیع ابن یعقوب ببخس دراھم(۲۴)

''اے اہل بغداد تمہارے لیے بربادی ہے تمہارا ملک کمزور اور ختم ہونے والا ہے تم حجاز کی طرف ذلیل ہوکر بھاگ جاؤ اور صاحبانِ عزت رومیوں کے لیے شہروں کو خالی کردو تمہارے قاضیوں نے علی الاعلان انصاف ایسے بیچا ہے جیسے یوسف کے بیٹے کو چند سکوں کے عوض بیچا گیا۔''

اس دور میں اہل بغداد کی عمومی روح یوں تھی ''انہیں صرف اپنی جائیدادیں بنانے اور آمدنی بڑھانے کی فکر تھی ملک کے اجتماعی مصالح اور مفاد عامہ سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ ان دنیاوی امور میں مشغول تھے جن کا کوئی جواز نہیں تھا۔ حکام کا ظلم بہت بڑھ چکا تھا اور وہ صرف استحصال و انتفاع میں لگے ہوئے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ حکومت کفر کے ساتھ تو چل سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہ سکتی''

(۲۵)عثمانی ترکوں کے ہاں بھی دورزوال کی یہی کیفیت تھی حکمران اخلاق وکردار سے تہی دامن اور علماء اجتہاد کی دولت سے بے خبر ہو گئے تھے۔

''عثمانیوں کے دور میں علماء نے علوم جدیدہ کی تحصیل کی طرف کوئی توجہ نہ دی بلکہ نئے خیالات کو اپنی قلم رو میں داخل ہی نہ ہونے دیا جب تک ملت اسلامیہ کی تعلیم کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں تھی کیا مجال کہ کوئی نئی چیز قریب آنے پاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم پر جمود طاری ہو گیا اور یہ دور انحطاط میں ان کی سیاسی مصروفیات بڑھ گئی۔(۲۶)

ملت اسلامیہ کے زوال کی یہ وہ روئیداد ہے جو مسلم مؤرخین نے بیان کی ہے یہ مسلم قوم کی سیاسی شکست تھی اور میدان سیاست میں فتح وشکست ہوتی رہتی ہیں اور اس قسم کی شکست کے باوجود اقوام باقی رہتی ہیں کیا موجودہ دور میں جرمنی وجاپان جنگ عظیم شکست خوردہ ممالک ختم ہو گئے؟ یقیناً نہیں۔ جرمنی اور جاپان کے ختم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تہذیب وتمدن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ جس کے نتیجے میں وہ آج پھر سر اٹھا کر چل رہے ہیں ملت اسلامیہ کے بارے میں اگر دیکھا جائے تو یہ ملت اس وقت جس حقیقی شکست سے دوچار ہے ماضی کے ان ادوار میں نہ تھی جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ہمارا دشمن ہمیں تہذیبی شکست سے دوچار کرنے کے لئے تمام تر ذرائع استعمال کر رہا ہے میڈیا کے استعمال کے علاوہ دشمن ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر یہ ملت اپنے ماضی کی طرف نہ لوٹے اس مقصد کے لئے پوری ملت اسلامیہ پر حکمرانی کرنے والا طبقہ خواہ وہ کسی ملک میں ہے نہ عوام کا نمائندہ ہے نہ ہی اللہ کا نائب ہے سب کے سب ٹونی بلیئر اور بش کے نمائندے ہیں جس کے نتیجے میں مسلم دنیا میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان فاصلے تیزی سے بڑھ رہے ہیں افلاس اور استحصال کا یہ عالم ہے کہ مسلم حکمرانوں کی دولت سے یورپ آباد ہے اور مسلمان برباد۔ علم کی دنیا میں مسلمان سب سے پیچھے رکھے جا رہے ہیں اس صورتحال میں پیدا ہونے والی کسی بھی قیادت کو اگر امریکہ یا برطانیہ ایک دفعہ دہشت گرد کہہ دے تو ہمارے حکمران ہمنوائی کا حق ادا کرتے ہوئے دس دفعہ ایسی قیادت کو دہشت گرد کہتے ہیں۔ آج عالمِ انسانیت کو وحدت نسل انسانیت کا سبق دینے والے عرب وعجم اور شیعہ سنی میں تقسیم ہیں اللہ کا حکم ماننے اور منوانے والوں نے اس کا حکم ماننا چھوڑ دیا ہے اور اسکے دشمنوں کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں بنی نوع انسان کو مالی وسائل فراہم کرنے والوں کی دولت سے یورپ مالا مال اور عام مسلمان مفلوک الحال ہے۔ اس کی تازہ مثال روزنامہ جنگ ملتان سیون سٹار کی یہ خبر ملاحظہ ہو جو اس نے سپورٹس کے صفحہ پر دی ہے جو یوں ہے ''برونائی کے سلطان کے بیٹے کی شادی میں

مائیکل جیکسن کو بلایا گیا جس کا معاوضہ اسے 5 ملین پونڈ دیا گیا جبکہ گانا گانے کے لئے ڈیون وارک (سنگر) کو بلایا گیا جس کو اڑھائی لاکھ معاوضہ دیا گیا'' اس معاوضے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ شہزادہ صاحب مائیکل جیکسن کو بہت پسند کرتے ہیں۔ موت کی خاطر زندگیاں قربان کرنے والے امریکہ اور برطانیہ سے اقتدار کی بھیک مانگنے میں لگے ہوئے ہیں انسانیت کے معلم جدید تعلیمی تقاضوں سے بے بہرہ ہیں ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہونا چاہئے تھا جو قدرت نے ماضی میں اپنے نافرمانوں سے کیا قدرت کے تکوینی اصول کافر اور مسلمان سب کے لیے برابر ہیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

عیسائی دنیا کا عروج وزوال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کا پیغام بھی اللہ کی عبادت، رسول کی اطاعت اور مخلوق خدا کی خدمت کے اصولوں پر مبنی تھا آپ نے اپنے دعویٰ نبوت کے ابتداء میں ہی یہ بات واضح کردی تھی کہ ''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں''۔ (۲۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے کوئی علیحدہ عبادت خانے نہیں بنائے بلکہ یہودیوں کے معبدوں میں ہی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ''اور یسوع تمام گلی میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت گاہوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا''۔ (۲۸)

آپ کی تعلیمات کیا تھیں موجودہ بائبل بتاتی ہے کہ یہ تعلیمات من وعن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا احیاء تھا وہی توحید، وہی رسالت خیر وشر کے وہی ضابطے فرق صرف یہ تھا کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان تھی اب زبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ توحید کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: ''اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اصل معبود وہی ہے۔ (۲۹) تو خداوند کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر'' (۳۰)

اخلاقی ضابطے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا زنا نہ کرنا۔۔۔۔۔ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔۔۔۔۔ تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور ستانے والوں کو دعا دو۔ تم حسد اور ریاکاری سے بچو اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو بلکہ آسمان پر مال جمع کرو۔ عیب جوئی نہ کرو'' (۳۱)

''جوکوئی تیرا چوغہ لے اس کو کرتہ لینے سے منع نہ کر جوکوئی تجھ سے مانگے اسے دے اور جو تیرا مال لے لے اس سے طلب نہ کر۔۔۔۔۔تم اپنے دشمن سے بھی محبت رکھو بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے۔۔۔۔۔۔عیب جوئی نہ کرو تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے گی مجرم نہ ٹھہراؤ۔تم بھی مجرم ٹھہراؤ جاؤ گے خلاصی دو تم بھی خلاصی پاؤ گے۔دیا کرو تمہیں بھی دیا جائے گا''(۳۲)

عقیدہ آخرت یوں بیان کیا''دنیا کے آخر میں ایسا ہی ہوگا فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راست بازوں سے جدا کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا''(۳۳) مال دولت جمع کرنے سے منع کیا۔''اپنے واسطے مال جمع نہ کر جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کر جہاں نہ زنگ لگتا ہے نہ کیڑا''(۳۴)

یہ تھیں اصل تعلیمات عیسیٰ علیہ السلام بجائے اس کے کہ ان پر عمل کر کے انفرادی اور اجتماعی سطح پر خدا خوفی اور انسان دوستی کے جذبات پروان چڑھائے جاتے ان تعلیمات کو سرے سے بدل ڈالا گیا۔پولسی عقائد و اعمال کا ایک ایسا ضابطہ ایجاد کیا گیا جو عیسائیت کی پوری تاریخ میں کسی بھی فرد و اجتماع کے لئے سودمند ثابت نہ ہوا چوتھی صدی عیسوی کی ابتداء سے جسٹینین نے عیسائیت کی ترویج کے لئے اقتدار کو بھرپور استعمال کیا لیکن بنی نوع انسانیت کے دکھوں کا ازالہ اس پولسی نظام میں نہ تھا۔اس لئے اقتدار کی مدد بھی عیسائیت کو عوام الناس کے لئے ذہنی طور قابل قبول نہ بنا سکی بلکہ اس کے برعکس مزید مسائل پیدا ہو گئے اور رومی حکومت میں سیاسی چوہدریوں اور مذہبی ٹھیکیداروں کے درمیان ایک ایسی جنگ چھڑ گئی جو عیسائی معاشرے میں آج تک کسی نہ کسی صورت باقی نظر آتی ہے پوری عیسائی تاریخ کے علماء یا تو قیصر نوازی کرتے رہے یا پوپ کے اقتدار اعلیٰ کے دوام کا نعرہ لگاتے رہے سیاست اور مذہب کی تقسیم کا فلسفہ ایسا چھڑا کہ یورپ آج تک یہ نہ طے کر سکا کہ زندگی کے کونسے شعبہ جات سیاست کا حصہ ہیں اور کونسے مذہب کا۔اس قسم کے مسائل نے بالآخر پورے معاشرے میں اخلاقی گرفت ختم کر دی اور عیسائی معاشرہ بدکرداری کی اس سطح پر پہنچ گیا جہاں جانور بھی نہیں پہنچتے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عرب کے بدوؤں نے روما کی اس وسیع و عریض سلطنت کو بالآخر صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ کسی بھی سوسائٹی کی اخلاقی قدروں کی باگ دوڑ مذہبی رہنماؤں کے ہاتھ میں ہوتی ہے مذہبی طبقہ معاشرے پر اخلاقی قدروں کی مضبوط گرفت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دیتا ہے لیکن عیسائیت میں ایسا نہ ہوا خود مذہبی طبقہ بدکرداری کی اس انتہاء پر تھا کہ چرچ تحصیل زر اور سفلی جذبات کی تسکین کے مرکز تھے کہ جس پر لیکی (Lacky) کو لکھنا پڑا۔

Which rendered it necessary again and again issue the most stringent enactment the pricsts should not be permitted to live with their mothers and sisters. (35)

''اہل کلیسا محرکات سے مباشرت کے مرض میں تنے پختہ ہو چکے تھے کہ پادریوں کو انہی ماؤں اور بہنوں کے ساتھ رہنے سے روکنے کے لئے بار بار سخت قوانین بنانا پڑے۔''

عیسائیت میں یہ زوال تین وجوہات کی بنا پر آیا جو یہ تھیں اول پادریوں پر شادی کی پابندی، پادری بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ شادی نہیں کرے گا اگر اس نے پادری بننے سے پہلے شادی کی بھی ہے تو اب اپنی بیوی کو پاس نہ آنے دے گا۔ پادری کو بیوی سے دور رکھنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا کہ کسی گھریلو مشورے کے لئے بھی پادری اپنی بیوی سے دو گواہوں کی موجودگی میں کسی کھلی جگہ ملے (36)

دوسری وجہ اس اخلاق زوال کی عیسائیت کی مذہبی رسم اعتراف گناہ (Confession) تھا کلیساؤں میں اس اعتراف گناہ کے لئے علیحدہ جگہیں بنائی گئیں جس میں صرف دو افراد آمنے سامنے ہوتے تھے اعتراف گناہ کرنے والی/ والا اور پادری اور تیسری چیز جس نے اس اخلاقی زوال کو اور تیز کیا وہ بائبل کی بعض عبارات تھیں اس سلسلے میں عہد نامہ قدیم کی کتاب حزقی ایل ملاحظہ ہو جس میں یہود کی دو سلطنتوں اسرائیل اور یہودہ کی بدکرداریوں کو دو بدکار بہنوں کی تمثیل میں بیان کیا گیا ہے یہاں ہم اس سلسلے میں حزقی کی ایک عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ''اور وہ اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جس کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کو جب کہ مصری تیری جوانی کے سبب سے تیرے پستان ملتے تھے پھر یاد کیا۔(۳۷) عہد نامہ قدیم کی کتاب ''غزل الغزلات کی نظمیں بھی اس قسم کی ہیں۔

عیسائیت کا یہ اخلاقی زوال آج بھی یورپ اور امریکہ کے کسی بھی علاقے میں دیکھا جا سکتا ہے۔شرم وحیا، باہمی احترام، بڑوں کا تقدس، چھوٹوں پر شفقت، عورت کی تقدیس سب دم توڑ چکے ہیں تقدیس عورت تمام کی ایک ہلکی سی جھلک کیبل کے Ten Sports کے پروگرام ریسلنگ (Wrestling) میں دیکھی جا سکتی ہے اس آوارگی کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کے معاشرے میں شرم وحیا مفقود ہو چکا ہے۔خاندانی نظام دم توڑ چکا ہے جس کا احساس وہاں کے اہل حل وعقد کے بیانات اور تحریروں میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے حال ہی میں امریکہ کے ایک سابق صدر جمی کارڈ کی ایک کتاب Our Endongored value مارکیٹ میں آئی ہے جس کا

اردو ترجمہ محمد احسن بٹ صاحب نے ''امریکہ کا اخلاقی بحران'' کے نام سے کیا ہے اس کتاب کے مختلف مقامات پر جناب جمی کارٹر اپنے معاشرتی زوال کا رونا روتے ہیں چند مقامات بطور حوالہ قارئین کی نذر ہیں۔

''امریکہ میں آتشین اسلحہ سے قتل کی شرح %35 ہے زیادہ آمدنی ملکوں میں قتل کی مجموعی شرح 19 گنا زیادہ ہے''(۳۸)

''فرانس کے مقابلے میں سات گنا زیادہ امریکی لڑکیاں ایک مرتبہ اسقاط حمل کروا چکی ہوتی ہیں اور نیدرلینڈ کے مقابلے میں 77 گنا زیادہ امریکی لڑکیاں سوزاک کا شکار ہو چکی ہوتی ہیں اس کے علاوہ جرمنی کے ٹین ایجز (Teenages) مقابلے میں 5 گنا زیادہ امریکی H.I.V. اور ایڈز کا شکار ہیں''(۳۹)

''غیر ارادتاً حاملہ ہو جانے والی عورتوں میں سے %47 نے اسقاط حمل کرایا ایسی ہر دس میں چھ عورتیں پہلے ہی ماں بن چکی ہوتی ہیں۔۔۔۔ان میں نصف بیس سے تیس سال کے درمیان تھیں اور %15، 13 اور 17 سال کے درمیان''(۴۰)

''امریکہ میں چرچ بھی اخلاقی برائیوں سے بچے ہوئے نہیں ہیں جس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے جناب کارٹر لکھتے ہیں''اعتدال پسند عیسائی اس بات پر ناراض ہیں کہ ہم جنس پسندوں کو پادری کیوں مقرر کیا گیا ہے نیز ہم جنس پسندوں کے مابین شادی کیوں کروائی جاتی ہے۔''(۴۱)

''اب ایک ہزار امریکیوں میں سے سات ہزار جیل میں ہیں۔۔۔۔ یہ دنیا میں قید کی سب سے زیادہ شرح ہے۔''(۴۲)

یہ تو عوامی معاشرہ ہے جناب جمی کارٹر کو یہ بھی شکوہ ہے کہ امریکہ کا حکمران طبقہ بھی اخلاقی لحاظ سے گراوٹ کا شکار ہے جس کی وجہ سے بین الاقوامی معاہدوں کا احترام نہیں کیا جاتا۔''انڈر سیکرٹری برائے آرمز کنٹرول جان بولٹن نے بین الاقوامی معاہدوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا بین الاقوامی قانون کو منظور کرنا ہماری بڑی غلطی ہے جو لوگ ان معاہدوں کی پابندی چاہتے ہیں وہ لوگ امریکہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔(۴۳) ایک دوسری مقام پر خارجہ پالیسوں میں اخلاقی گراوٹ کا ذکر کرتے ہوئے جناب کارٹر کہتے ہیں۔''انٹرنیشنل ریڈ کراس اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق عراق میں ابوغریب جیل کے انچارج بریگیڈیئر جنرل جانس کارپنسکی (Janis Karpinski) نے رپورٹ دی کہ جیل کے خطرناک قیدیوں میں 11 گیارہ سالہ بچہ بھی تھا جو مسلسل روتا رہتا تھا اور اپنی ماں سے ملنے کا کہتا رہتا۔پینٹاگان کے ترجمان کا اس بارے میں کہنا ہے کہ قید کرتے ہوئے عمر کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا(۴۴)''بش کے ذاتی معالج ڈاکٹر برٹن (Bartan) نے تصدیق کی کہ قیدیوں پر تشدد کے سلسلے

میں طبی عملہ بھی برابر معاونت کرتا ہے۔"(۴۵) عراق میں امریکیوں کی بدعہدیوں کا ذکر کرتے ہوئے جناب کارٹر لکھتے ہیں۔"عراقی میجر جنرل حامد مہوش نے خود گرفتاری پیش کی اس کو سبز رنگ کے سلینگ بیگ میں بند کر کے اس پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ جس کے نتیجے میں وہ دم گھٹنے سے مر گیا۔(۴۶) جمی کارٹر کہتے ہیں کہ بین الاقوامی قوانین اور ملکی قوانین کے بالمقابل صدر امریکہ کو بحیثیت کمانڈر انچیف یہ حق حاصل ہے کہ وہ تفتیش کی غرض سے جسمانی اور نفسیاتی تشدد کی اجازت دے۔"(۴۷) اس کتاب میں جناب جمی کارٹر نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ عراق پر حملے کا ایک سال پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے۔(۴۸)

بین الاقوامی قوانین کا تمسخر امریکی کس طرح اڑاتے ہیں اور بین الاقوامی غندہ گردی کیسے کرتے ہیں اس کے بارے میں نوائے وقت ملتان میں ایک مضمون بعنوان "دہشت گرد کون؟ دنیا کو فیصلہ کرنا ہوگا" چھپا تھا جس کی چیدہ چیدہ باتیں یوں ہیں۔"لاطینی امریکہ کے ممالک کے بارے میں امریکی پالیسی سراسر دہشت گردی پر مبنی ہے 1946ء میں امریکی ریاست جارجیا میں ایک ادارہ School of American's قائم کیا گیا کہنے کو اسے سکول کہا گیا تاہم یہ دہشت گردی کی تربیت دینے کا ادارہ تھا یہ ادارہ اب تک ساٹھ ہزار دہشت گرد تیار کر چکا ہے جو لاطینی ممالک میں تخریب کاریاں کرتے ہیں 1994ء میں میکسیکو میں خوفناک خانہ جنگی اس ادارے کے دہشت گردوں نے کرائی ان دہشت گردوں میں سے بعض لاطینی ممالک کے سربراہ بھی ہوئے۔ارجنٹائن کے معروف آمر رابرٹو ویولا Raberto Viola، پناما کا حاکم مینوئل نوریگا Manual Noriegale سب اس ادارے کے تربیت یافتہ تھے اس تنظیم کی دہشت گردیوں پر برطانیہ کے اخبار گارڈین نے اقوام متحدہ سے اس کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا جیسا کہ امریکہ القاعدہ کے خلاف کر رہا ہے۔(۴۹)

ان تفصیلات کو آخر میں سمیٹتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اخلاقی گراوٹ افراد و اقوام کے زوال کا بنیادی سبب ہوتا ہے۔جب اقوام اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کو تباہی سے نہیں بچا سکتی یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا زوال اس کا بین شاہد ہے انہی وجوہات کی بنا پر موجودہ دور میں سوویت یونین کے بعد امریکا اپنے اختتام کی طرف رواں دواں ہے کاش اقوام وملل نے قدرت کے اس عالمی سبق کو سمجھا ہوتا جس کا اعلان ہر مذہب کرتا رہا ہے جس کا اظہار یہودیوں کی مقدس قانون کی کتاب تالمود میں بھی ان الفاظ میں موجود ہے By three things is the world preserved by truth, by judgement, by pace(۵۰) اور آخری الہامی کتاب نے یہ سبق ان الفاظ میں پڑھایا تھا

"و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" (الرعد ۱۳ :۱۷) ''جولوگوں کے کام آتا ہے وہ زمین پرباقی رہتا ہے۔''

طاقت کے نشے میں انسان یہ بھول جاتا ہے کہ قدرت کا آہنی ہاتھ جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور جو اس کائنات کو چلا بھی رہا ہے ایسی کسی بھی طاقت کو ختم بھی کرسکتا ہے۔ جو اس کے ضابطوں کے مطابق معاشرے میں ایسا حسن پیدا نہیں کرتے جس سے انسانیت کو جلا ملے اور انسان اپنے تمام تر بنیادی حقوق سے (اپنے پیدا کرنے والے کے بتائے ہوئے ضابطوں کے مطابق) لطف اندوز ہو انسان مادی ترقی کے نشے میں یہ بھول جاتا ہے کہ بن مانگے دی گئی زندگیاں، زندگیاں دینے والا جب چاہے چھین بھی سکتا ہے انسان کی بقا اسی میں ہے کہ زندگی کا استعمال اسی طرح ہو جس طرح زندگی دینے والا چاہتا ہے کاش آج کے فراعین اس کو سمجھ پاتے۔

حوالہ جات

۱: تھانوی اشرف علی مولانا، حکیم الامت، *مکمل بیان القرآن*: جلد اول۔ ص۱۷۲ شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور۔

۲: ولی الدین، محمد بن عبد اللہ الخطیب، ابو عبد اللہ (ت ۷۴۸۔۷۴۰ھ) *مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق*۔ فصل اول۔ مطبع ص

۳: ایضاً فصل سوم ص نمبر

۴: *بائبل*، پرانا عہد نامہ، کتاب استثناء ۱۵:۸، ۹، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور 1972

۵: ایضاً کتاب استثناء ۱۸:۱۶......۹

۶: ایضاً کتاب استثناء ۱۶:۵......۲۱

۷: ایضاً کتاب استثناء ۶:۲۲

۸: ایضاً کتاب استثناء ۲۲:۲۲......۲۵

۹: ایضاً کتاب استثناء ۲۳:۱۷......۲۰

۱۰: *بائبل*، نیا عہد نامہ، کتاب متی ۲۳:۲۹......۳۷ کتاب لوقا ۱۲:۱۳، ۱۴۔

۱۱: *بائبل*، پرانا عہد نامہ، کتاب خروج ۳۲:۱......۸

۱۲: ایضاً کتاب گنتی ۲۵:۲

۱۳: ایضاً کتاب گنتی ۲۵:۶......۱۰ ملخصاً

۱۴: صدیقی، محمد مظہر الدین، *اسلام اور مذاہب عالم*، ص ۶۸، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور۔

۱۵: *بائبل*، پرانا عہد نامہ، کتاب ہوسیع ۴:۲......۴

۱۶: *بائبل*، نیا عہد نامہ، کتاب ططس کے نام خط ۱:۱۰

۱۷: *Every Man's Talmud*, Abraham Cohan - P - 209 Schocken Books, New York.

۱۸: *بائبل*، پرانا عہد نامہ، کتاب احبار ۲۶:۳۸......۴۰

۱۹: جعفری، سید رئیس احمد، ندوی، *بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد*۔ ص ۵۰، کتاب منزل لاہور۔

۲۰: *خدا کے لیے جنگ*، ترجمہ "The Battle of God" مصنفہ کیرآرمسٹرانگ، مترجم محمد احسن بٹ،

ص ۳۱، نگارشات ۲۴ مزنگ روڈ لاہور 2004ء

:۲۱ *بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد*۔ ص ۴۷۔

:۲۲ ابن طقطقی محمد بن علی (ت۷۰۹ھ) *دول الاسلام*، ۲/ ۱۱۹

:۲۴ سعید احمد، مولانا، اکبر آبادی، *مسلمانوں کا عروج وزوال*، ص ۶۸، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور ۱۹۸۳۔

:۲۵ ندوی، ابوالحسن، مولانا، *عالم عربی کا المیہ*، ص ۱۳، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی

:۲۶ ندوی، ابوالحسن علی، مولانا، *انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر*، ص ۱۸۷، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی۔

:۲۷ *بائبل*، عہد نامہ جدید، کتاب متی ۵:۱۷

:۲۸ ایضاً ۴:۲۳

:۲۹ ایضاً کتاب مرقس ۱۲:۲۸

:۳۰ ایضاً کتاب متی ۴:۱۰

:۳۱ ایضاً کتاب متی ۶: ملخصاً

:۳۲ ایضاً کتاب لوقا ۶:۲۷:۳۸

:۳۳ ایضاً کتاب متی ۱۳:۵۰

:۳۴ ایضاً کتاب متی ۶:۱۹

:۳۵ W.C.H. Zecky, *A history of Europeon Morals*, Vol.2,231, London. 1911.

:۳۶ Ibid-2/322

:۳۷ *بائبل*، عہد نامہ قدیم، کتاب حزقی ایل ۲۳:۲۰، ۲۱

:۳۸ *امریکہ کا اخلاقی بحران، ترجمہ "Our endangered Values" مصنف جمی کارٹر سابق صدر* امریکہ۔ مترجم محمد احسن بٹ، ص ۲۹، دارالشعور بک سٹریٹ مزنگ لاہور، 2006

:۳۹ ایضاً ص ۸۰

:۴۰ ایضاً ص ۳۹

:۴۱ ایضاً ص ۴۳

:۴۲ ایضاً ص ۸۴

:۴۳ ایضاً ص ۹۹

۴۴: ایضاً ص ۱۱۷

۴۵: ایضاً ص ۱۱۷

۴۶: ایضاً ص ۱۱۹

۴۷: ایضاً ص ۱۲۳

۴۸: ایضاً ص ۱۴۲

۴۹: نوائے وقت ملتان، ۱۸ نومبر 2001ء مضمون ' دہشت گرد کون؟ دنیا کا فیصلہ کرنا ہوگا تحریر خالد بیگ۔

۵۰: *Every Man's Talmud.* P, 203